ضرورت نبوت قرآن کی روشنی میں

سبیکہ زہرا جعفری

خلاصہ:

خلقت انسانی کا مقصد عبادت خدا ہے، جس کو پانے کے لیے انسان خود تگودو کرے تو وہ اسے حاصل نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے حصول کے لیے بہترین اسوہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اسوہ خدا نے انبیاء کی صورت میں ہمیں عطا فرمایا ہے جو بنی نوع انسان کو ایک جامع، حقیقی اور مکمل زندگی کا دستور العمل فراہم کرتے ہیں۔ آیات الٰہی کی تلاوت، ہمارا تزکیہ اور حکمت و کتاب کی تعلیم دیتے ہیں۔ لہٰذا انبیاء کو بھیجنے کی ضرورت اسی لیے پیش آئی، تاکہ وہ ہمیں خدا کی منشا تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں اور خدائی رنگ اپنانے میں ہماری رہنمائی کریں کیونکہ (ومن احسن من الله صبغه) اللہ کے رنگ سے اچھا کس کا رنگ ہو سکتا ہے؟ اور جب انسان خدائی رنگ اپنا لیتا ہے تو وہ (رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ) کا مصداق بنتا ہے۔

کلیدی کلمات؛ ضرورت، نبوت، فلسفہ رسل، رہبران الٰہی، دعوت انبیاء

مقدمہ:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّ اَهْلِ بَيتِهِ الْمَعْصُوْمِيْنَ

تمام تعریفیں اس پروردگار عالم کے لیے ہیں جس نے انسان کو ایک نطفہ سے خلق فرمایا اور انسان کی آسائش کے لیے کائنات کو جمادات، نباتات اور حیوانات سے پر کر دیا اور پھر ہماری ہدایت کے لیے ایسے اسوّوں کو خلق فرمایا جو ہمیں راہ کمال کی بلندیوں پر پہنچاتے ہیں، کیونکہ انسان کی خلقت کا مقصد ہی معرفت خدا اور عبادت خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوند متعال ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔[۱]

[۱] سورہ الذاریات: ۵۶

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ

اے انسان! تومشقت اٹھاکر اپنے رب کی طرف جانے والا ہے، پھر اس سے ملنے والا ہے۔[1]

مندرجہ بالا آیات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ کمال مطلق کی طرف انسان کا یہ طولانی سفر رہبران الٰہی کے بغیر ہر گز ممکن نہیں! اگر رہبران الٰہی نہ ہوتے تو انسان گمراہی کے اندھیروں میں مبتلا ہو جاتا، اور مقصد حیات کو نہ پاسکتا۔ لہذا اللہ نے انبیاء کو رہبر اور آسمانی کتابوں کو دستور کامل قرار دیا تاکہ دستور پر عمل کرکے ،اور ان کی درست رہنمائی کے ذریعے سفر آخرت آسان ہو اور ہم گمراہی کی تاریکیوں سے نجات حاصل کرتے ہوئے منزل کمال تک پہنچیں۔ غیبی ہدایت اجتماعی زندگی میں قانون سازی، قانون کے اجراء کرنے اور معاشرتی عدالت کے قیام جیسے مراحل طے کرنے کے لیے انبیاء کی ضرورت ہے جو انسانیت اور عالم غیب کے درمیان رابطے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جن کے ذریعے انسان کمال کی منزل کو پالیتا ہے! اور زیر نظر مقالہ لکھنے کا مقصد بھی انسان کو مقصد حیات تک پہنچنے سے آشنا کروانا ہے۔ پس خداوند متعال سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے ان بھیجے ہوئے انبیاءؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

نبوت کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لفظ، "نبوت"، "نبا" یا "نبو" سے ماخوذ ہے جس کے حروف اصلی (ن، ب، و) بروزن "حمزہ" ہے اور عربی زبان میں "نبا" یا "نبوت" درج ذیل معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے:

۱: خبر دینے والا[2] ۲: بلند مقام[3] ۳: کسی جگہ سے نکلنا[4] ۴: واضح راستہ[5]

۵: مخفی آواز[6]

---

[1] الانشقاق: ٦

[2]۔ لسان العرب، ج/۱، ص/۱۶۲

[3]۔ مجمع البحرین، ج/۱، ص/۴۰۵

[4]۔ مصباح المنیر، ج/۲، ص/۵۹۱

[5]۔ العین، ج/۸، ص/۳۸۲

[6]۔ قاموس، ج/۱، ص/۴۷

اور نبوت کے اصطلاحی معنی خدا کی طرف سے دیا ہوا وہ عہدہ ہے جو وہ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے تا کہ وہ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچا کر ان کی ہدایت کرے اور انہیں نیکی کی راہ پر گامزن کرے۔ نیز ان کی تبلیغ مجموعی طور پر ان اسلامی اور الٰہی معرف پر مشتمل ہے کہ جو عملی اور نظری لحاظ سے لوگوں کی زندگی اور انہیں دنیاوی اور اخروی سعادت تک پہنچانے میں مؤثر ہیں۔[1]

اور اسہی طرح کسی دوسرے انسان کے واسطے کے بغیر وہی کو حاصل کرنے والا[2]، اسی طرح اہل بیت علیہ السلام سے متعلق بہت سی روایات منقول ہیں جن میں نبی کے معنی بتائے گئے ہیں؛ نبی وہ ہے جو خواب دیکھتا ہے اور اسی ذریعہ سے اللہ تعالی کی دریافت کرتا ہے اور فرشتے کی آواز سنتا ہے لیکن وہی کے فرشتے کو نہیں دیکھتا۔[3]

ضرورت نبوت قرآن کی روشنی میں

جیسا کہ مقدمہ میں پہلے بتایا جاچکا ہے کہ نبی کو بھیجنے کی ضرورت کیوں ہے لہذا ہم یہاں اس کی مزید وضاحت کے لیے آیات قرآنی سے کسب فیض کرتے ہوئے معلوم کرتے ہیں کہ نبوت کی ضرورت کیوں ہے، جیسا کہ خداوند متعال کا ارشاد ہے:

> هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[4]
>
> وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبران رہبران انسانیت ہیں اور تکامل تک پہنچنے کے لیے ذریعہ ہیں، نیز یہ آیت صاف بتارہی ہے کہ بعثت انبیاء کا مقصد تعلیم و تربیت ہے۔ اس آیت میں خداوند عالم فرماتا رہا ہے کہ "ناخواندہ" (یعنی ان پڑھ) جو گمراہی میں تھے ان میں انہی میں سے ایک نبی بھیجا تا کہ وہ اس

---

[1]- سورہ بقرہ آیت/۱۲۹ سے استفادہ کرتے ہوئے۔
[2]- حلی منہاج الیقین فی الاصول الدین/ ۴۰۳
[3]- پیام قرآن، ج/۷، ص/۳۰۹
[4]- جمعہ: ۲

کی آیات ان پر تلاوت کرے اور انہیں گمراہی اور شرک سے نکالے اور ان کا تزکیہ کرے. دراصل آیات کی تلاوت اور کتاب اور حکمت کی تعلیم تزکیہ کا ایک مقدمہ ہے اور یہاں پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تزکیہ کا ذکر پہلے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دینے کا ذکر بعد میں ہوا ہے یعنی پہلے تزکیہ ضروری ہے!

کیونکہ " زنگ آلود آئینہ تو کسی بھی چیز کا عکس منعکس نہیں کر سکتا"

قرآن حکیم میں خداوند متعال کا ارشاد مبارک ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[1]

دنیاو یہ آیت ایک طرف خدا کی پہچان پر دلالت کرتی ہے "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَة" اور دوسری طرف پیغمبروں کی نبوت خاصہ پر دلالت کرتے ہوئے پیغمبرانِ خدا کی بعثت کا مقصد بیان کرتی ہے، نیز اس آیت میں "وَيُزَكِّيهِمْ" میں رسولوں کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری انسانی تربیت و تزکیہ ہے اور اسی سے انسانیت اپنی ارتقائی منازل طے کرتی ہے![2]

اور اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[3]

جیسے ہم نے تمہارے درمیان خود تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاکیزہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ[4]

---

[1]۔ بقرہ: ۱۲۹

[2]۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، ج/۱، ص/۴۰۶

[3]۔ بقرہ: ۱۵۱

[4]۔ بقرہ: ۱۵۲

لٰہذا تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

پس جب ہم ان تمام آیات پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کی بعثت ہم پر لطف خداوندی ہے اور ہر نبی کا کام ہم انسانوں کے سامنے آیاتِ خداوند متعال بیان کر کے ہمارا تزکیہ کرنا ہے۔ یہاں پر جب ہم ان تمام آیات کو مد نظر رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں چار موضوعات پر بات کی گئی ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱: آیات الٰہی کی تلاوت۔ ۲: تعلیم حکمت۔ ۳: تعلیم کتاب۔ ۴: تزکیہ

نبوت لطف خداوندی

اس میں شک نہیں کہ انسان عجیب و غریب کیفیات کی حامل اور اشرف المخلوقات مخلوق ہے اور الٰہیاتی تصور کائنات کے مطابق اللہ تعالی نے انسان کو عبث خلق نہیں فرمایا بلکہ ایک اعلی اور ارفع مقصد تک پہنچانے کے لیے خلق فرمایا ہے، ہر انسان میں ایک طرف فسادات کے سرے نکلتے ہیں اور دوسری طرف خیر و صلح کی طرف سے برانگیختہ کرنے والے امور ہیں، ایک طرف سے اس میں غرایز جیسے کہ "حب نفسی"، "خواہشِ نفسی میں اپنے آپ کو ترجیح دینا" اور "خواہشات کی پیروی کرنا" اس کی فطرت میں ہے، "دوسرے کے مال و متاع پر انتہائی حریص ہے "جیسا کہ خداوند عالم سورہ العصر میں فرماتا ہے:

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ[۱]

انسان یقینا خسارے میں ہے۔

اسی طرح سورہ یوسف میں میرے رب کا ارشاد ہے:

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ[۲]

بے شک نفسِ انسانی بُری چیز کا حکم دیتا ہے۔

۱۔ العصر: ۲

۲۔ یوسف: ۵۳

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ[1]

اور (وہ وقت یاد رکھو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات سے آزمایا اور انہوں نے انہیں پورا کر دکھایا، ارشاد ہوا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا: اور میری اولاد سے بھی؟ ارشاد ہوا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

یہ آیات بخوبی بتا رہی ہیں کہ ہر انسان خسارے میں ہے، کیونکہ وہ سرکشی کرتا ہے اور اس کا نفس اسے برائی کی طرف اکساتا ہے، لیکن وہ لوگ جو آیات الٰہی پر عمل پیرا ہوتے اور امتحان الٰہی میں پورا اترتے ہیں وہ خسارے میں نہیں! مگر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہ امتحان جو خدا لیتا ہے اس کا مقصد انسان کو میدان عمل فراہم کرنا ہوتا ہے [2]۔اس اور پھر جب وہ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو خدا اس کو رہبری کے منصب پر فائز کر دیتا ہے، لیکن جس کا دل خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے وہ مقصد حیات کو نہیں پا سکتا، لیکن دوسری طرف خداوند عالم نے انسان کو ایسی عقل عطا فرمائی ہے جو اسے صلاح و مقامات خیر کی طرف ہدایت کرتی ہے، جس سے انسان کے نفس کی عاطفہ داخلی سے جنگ رہتی ہے۔ پس جس کی عقل اس کے عاطفہ اور میلان نفسی پر غالب آ گئی وہ علّیّین (بلند ترین)، انسانیت کے مقامِ رشد اور روحانیت میں کامل لوگوں کے مقام میں ہوگا اور جسے اس کی میلان نفسی مغلوب کر گئی وہ زیادہ خسارہ ہی خسارہ والوں اور انسانیت سے گرے ہوئے لوگوں کے درجے پر ہوگا، لہٰذا ضروری اور واجب ہے کہ خداوند عالم لوگوں پر رحم اور لطف و کرم کرتے ہوئے ایسا رسول بھیجے جو ان کے سامنے اس کی آیات کی تلاوت کرے اور ان کو پاک کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے لیے بشیر و نذیر بنے! اور اللہ کی طرف سے یہ لطف و کرم واجب ہے، کیونکہ بندوں پر لطف و کرم کرنا اس کا کمال مطلق ہے، لہٰذا نبوت کا عہدہ اللہ کی طرف سے اپنے بندوں پر اس کا لطف و کرم ہے۔

[1]۔ بقرہ: ۱۲۴

[2]۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، ج/۱، ص/۳۸۸

ارسل رسل کا فلسفہ قرآن کی روشنی میں

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا[1]

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس لیے بھیجا ہے کہ میں اپنے خدا اس کی اطاعت کی جائے اور جب یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اگر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پاتے۔

اللہ نے رسولوں کو بھیجا، لیکن اس لیے نہیں کہ لوگ ان کے مقدس ناموں کا تعویذ بنا کر اپنے گلے میں لٹکا لیں! بلکہ اس لیے کہ ان کی اطاعت کی جائے! اور ان کے لائے ہوئے دستور پر عمل کیا جائے۔ نیز اس آیت سے استفادہ کرتے ہوئے جو دوسری بات جو ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر نبیوں کو وسیلہ بنایں اور اللہ سے اس کے ذریعہ طلب مغفرت کریں تو وہ اللہ کو یقیناً بڑا توبہ قبول کرنے والا پایں گے۔

بعثت انبیاء کا مقصد قرآن کی روشنی میں

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْمِيزَانَ لِيَقُومَ ٱلنَّاسُ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا ٱلْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَٰفِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ ٱللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥ وَرُسُلَهُۥ بِٱلْغَيْبِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ قَوِىٌّ عَزِيزٌ[2]

اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس لیے بھیجا ہے کہ باذن خدا اس کی اطاعت کی جائے اور جب یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتے تھے تو اگر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پاتے۔

---

[1] ۔النساء: ٦٤

[2] ۔ سورہ الحدید/٢٥

مندرجہ بالا آیت میں بعثت انبیاء کی غرض و غایت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے ،کہ ان کو شریعت،آیات،بینات،کتابیں اور میزان عنایت ہوئی ہے توان سب کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ عدل وانصاف کو نافذ کرنے والوں کے ساتھ مزاحمت کرنے والوں کا مقابلہ کریں، جس کے لیے اللہ نے لوہا نازل کیا تاکہ وہ ان کو قوت بھی فراہم کرے اور عدل قائم کرنے میں رکاوٹ پیدا کرنے والوں کا قلع قمع بھی کرے اور خود بھی ارتقائی منازل کو طے کرنے میں معاون ثابت ہو۔

رہبران الٰہی کی ضرورت

جیسا کہ ہم گزشتہ ابحاث میں تفصیلاً بیان کر چکے ہیں کہ انسان کی خلقت کا مقصد عبادت ہے اور یہ عبادت معرفت کے بغیر ممکن نہیں، لہذا اس کے لیے ہمیں ایسے اسوَّہ ونمونہ کی ضرورت ہے جو کہ ہمیں صحیح راہ دکھایں اور ہمیں ارتکائی منازل تک پہنچایں۔ ہر انسان "حبِ کمال" کا عاشق ہوتا ہے اور انسان کی تمام منشا اور اس کی تمام خواہشات اور میلانات ''حصول منفعت و دفع ضرر کی خاطر ہیں'' لہذا ہمیں اس کے لیے بہترین اسوّہ اور نمونہ عمل کی ضرورت ہے!۔ خداوند متعال کی ہم پر نازل کردہ لاریب کتاب قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ[1]

خدائی رنگ اختیار کرو، اللہ کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہو سکتا ہے؟ اور ہم صرف اسی کے عبادت گزار ہیں۔

اس آیت سے استفادہ کرتے ہوے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ 'توحید' و 'نبوت' پر ایمان لانے سے روح میں زندگی کا حقیقی اور الٰہی رنگ نظر آتا ہے اور فطرت کا وہ صاف و شفاف رنگ جس میں اللہ نے انسان کو خلق فرمایا وہ اُجاگر ہو جاتا ہے!، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ عبادت صرف خدا کے ساتھ مخصوص ہے[2] اور کسی کے ساتھ نہیں اور اس کے سوا کوئی لائق عبادت

---

[1]۔ بقرہ: ۱۳۸

[2]۔ الکوثر فی تفسیر القرآن، ج/۱، ص/۴۱۳ (تفسیر آیت: ۱۳۸)

نہیں! اور اس عظیم مقصد کو پانے کے لیے ہماری عقل ناقص ہے تو پس! یوں ہمیں رہبرانِ الٰہی کی ضرورت پڑتی ہے۔

ضرورت نبوت مقصد حیات تک رسائی اور اتمام حجت کے لیے

بعثت انبیاء کا مقصد انسانوں کو مقصد حیات، یعنی "عابد" بنانا اور "عبودیت اور بندگی کا طریقہ کار سکھانا" ہے اور اس کا دوسرا مقصد "اتمامِ حجت" ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِنْ رَبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ[1]

اور لوگ کہتے ہیں: یہ اپنے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں میں سے واضح ثبوت نہیں آیا؟

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَىٰ[2]

اور اگر ہم (نزول قرآن سے) پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے: ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کسی رسول کو کیوں نہیں بھیجا کہ ذلت و رسوائی سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی اتباع کر لیتے؟

یہ آیات بخوبی واضح کر رہی ہیں کہ عذاب وعقاب اور ثواب واجر سے پہلے حجت تمام کرنا لازمی ہے! جس کے بعد بھی اگر لوگ سرکشی کریں تو مستحقِ عذاب قرار پایں گے، ورنہ بغیر حجت دیے جزا یا سزا دینا عقل وعدل کے منافی ہے! بس انبیاء کی بعثت اور ضرورت دلیل قائم کیے! اور عبادت خداوندی ہے!

ہمارے علم ودانش کا محدود ہونا باعثِ ضرورت نبوت

ممکن ہے بعض افراد یہ سوچتے ہوں کہ کیا اصولی طور پر ہماری رہنمائی کے لیے خدا کی طرف سے انبیاء کا مبعوث ہونا ضروری ہے؟ آیا انسان کی علمی ترقی اور عقل و فہم حقائق کا ادراک کرنے کے لیے کافی نہیں؟

---

[1] طٰہٰ: ۱۳۳

[2] طٰہٰ: ۱۳۴

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا علم و شعور محدود ہے اور اس تمام تر ترقی کے باوجود جو انسان کر چکا ہے، اُس علم کے آگے جو ہمیں معلوم نہیں بہت ہی قلیل ہے ! یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ پانی کا ایک قطرہ دریا کے مقابلے میں یا پھر ایک تنکا پہاڑ کے مقابلے میں، لہذا انبیاء تشریف لائے اور ہماری ضرورت اور حاجت کے مطابق ہماری عقل و شعور کو منور کیا! یہ انبیاء ہی ہیں جو ہمارے اور خدا کے درمیان رابطہ ہیں اور وہ علم و دانش کا منبع ہوتے ہیں۔ لہذا، بعثت انبیاء کا ایک اہم مقصد "تعلیم و تربیت" ہے۔

اجتماعی اور اخلاقی مسائل میں رہبری کی ضرورت قران کی روشنی میں

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے وجود میں عقل و دانائی کے علاوہ اور بھی بہت سی قوتیں موجود ہیں، کہ جن کو "غرائز اور میلانات" کہتے ہیں جیسے غریزہ خود پسندی، خشم، غضب، شہوت اور اس قسم کے دیگر میلانات۔ بلاشبہ اگر ہم نے اس کو بے مہار چھوڑ دیا تو ہماری عقل انسانی تاریخ کے ظالم و جابر لوگوں کی طرح ہو جائے گی۔ یہ بلکل ایسے ہی ہے جیسے کہ ہم ایک اخلاقی تربیت کے لیے ایک تربیت کرنے والے استاد سے علم حاصل کرتے ہیں، تو اسی طرح سے یہ بھی ہے، کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم راہ کمال پر سفر کر رہے ہوں اور ہمیں کسی استاد و رہنما کی ضرورت نہ ہو۔ قرآنی نقطہ نظر سے اخلاقی و اجتماعی مسائل میں نبی کی ضرورت کے حوالے سے مندرجہ ذیل دس آیات پر غور کیجیے:

- پہلی آیت: تعلیم (يُعَلِّمُهُمْ)[1]
- دوسری آیت: تربیت (يُزَكِّيْهِمْ) [2]
- تیسری آیت: عدل وانصاف کا قیام (اَلْمِيْزَان) [3]
- چوتھی آیت: انسانی آزادی (اَغْلَاْلَ اِلٰی كَانَتْ عَلَيْهِمْ) [4]
- پانچویں آیت: تاریکیوں سے نجات (مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ)[5]
- چھٹی آیت: بشارت اور انزار (مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ)[1]

---

[1]۔ سورہ الجمعہ/۲

[2]۔ سورہ البقرہ/۱۲۹

[3]۔ سورہ الحدید/۲۵

[4]۔ سورۃ الاعراف/۱۵۷

[5]۔ سورہ ابراہیم/۱

- ساتویں آیت: اتمام حجت (حُجَّةٌ بَعدَالرُّسُلِ)[2]
- آٹھویں آیت: رفع اختلافات (بَيْنَ النَّاسِ فِيْهَا اخْتَلَفُوْا فَيْهِ)[3]
- نویں آیت: فطری اور عقلی امور کی یاد ہانی (وَلْيُذَّكَّرُ)[4]
- دسویں آیت زندگی کی دعوت (يُحْيِيْكُمْ)[5]

مندرجہ بالا نکات کے علاوہ اور بھی بہت سے امور ہیں، جن کو اختصار کی بنا پر ذکر نہیں کیا گیا، البتہ اس سے یہ بات تو ضرور ہی معلوم ہوتی ہے کہ ان سب امور میں ارتقاء اور ارفع منازل طے کرنے کے لیے رہنماؤں کی ضرورت ہے، جو کہ ہمیں خدا کے لطف سے انبیاء علیہ السلام اور آئمہ علیہ السلام کی صورت میں ملے۔

انبیاء نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟

گزشتہ ابحاث میں بیان کر چکے ہیں کہ انبیاء اس لیے مبعوث ہوتے ہیں کہ وہ ہمارے کمال مطلق تک پہنچنے کا ذریعہ بنیں، لیکن اب اگر عہدہ نبوت ہی نہ ہوتا اور نبی مبعوث نہ ہوتے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ لوگ کھلی گمراہی، بداخلاقی، بے نظمی، خرافات اور حماقتوں میں پڑ جاتے اور نتیجتاً عذاب الٰہی کے مستحق قرار پاتے۔ لہذا مندرجہ ذیل سطور میں ان مسائل کو بیان کرتے ہیں پس مندرجہ ذیل پر غور کیجیے:

ہدایت اور اتمام حجت کا معدوم ہو جانا

اگر انبیاء نہ ہوتے تو انسان یقینا کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد رب العزت ہے:

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَىٰ[1]

---

[1]۔ سورہ الانعام/۴۸

[2]۔ سورۃ النساء/۱۶۵

[3]۔ سورہ البقرہ/۲۱۳

[4]۔ سورہ الابراہیم/۵۲

[5]۔ سورہ الانفال/۲۴

اور اگر ہم (نزول قرآن سے) پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ ضرور کہتے: ہمارے رب! تونے ہماری طرف کسی رسول کو کیوں نہیں بھیجا کہ ذلت و رسوائی سے پہلے ہی ہم تیری آیات کی اتباع کر لیتے؟

عدل وانصاف کا قائم نہ رہنا

لَقَدْ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ[2]

بتحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا ہے تاکہ لوگ عدل قائم کریں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید طاقت ہے اور لوگوں کے لیے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون بن دیکھے خدا اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، اللہ یقینا بڑی طاقت والا، غالب آنے والا ہے۔

انسانوں کا غلامی کی زنجیروں میں جکڑ جانا

خدا نے انسان کو اس دنیا میں قید ہوے نہیں بلکہ پرواز کرنے کے لیے بھیجا ہے! اور اگر انبیاء نہ ہوتے تو انسان غلامی کی تاریکیوں میں جکڑا رہتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[3]

---

[1]۔ طہ: ۱۳۴

[2]۔ الحدید: ۲۵

[3]۔ الاعراف: ۱۵۷

(یہ رحمت ان مومنین کے شامل حال ہو گی) جو لوگ اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی کہلاتے ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر لدے ہوئے بوجھ اور (گلے کے) طوق اتارتے ہیں، پس جو ان پر ایمان لاتے ہیں ان کی حمایت اور ان کی مدد اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔

باہمی اختلافات کا بڑھ جانا

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ[1]

لوگ ایک ہی دین (فطرت) پر تھے، (ان میں اختلاف رونما ہوا) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور کا فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے اور ان میں اختلاف بھی ان لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی حالانکہ ان کے پاس صریح نشانیاں آچکی تھیں، یہ صرف اس لیے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہتے تھے، پس اللہ نے اپنے اذن سے ایمان لانے والوں کو اس امر حق کا راستہ دکھایا جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

جب مندرجہ بالا تمام ابحاث کو یکجا کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر انبیاء نہ ہوتے تو کئی مسائل پیش آتے ہمیں مندرجہ ذیل ہیں جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا؛

- تعلیم و تربیت کا فقدان۔

[1] بقرہ: ۲۱۳

• تزکیہ کا فقدان۔

• عدل وانصاف قائم نہ ہوتا۔

• آزادی نہ ہوتی۔

• اتمام حجت نہ ہوتی۔

• باہمی اختلافات بڑھ جاتے۔

پس ضرورت نبوت ایک بہت بڑا اور ایک اہم ترین مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ سے انبیاء کو مبعوث کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اللہ نے ہمارے لیے ان رسولوں کو بھیجا۔

عہدہ نبوت پر فائز ہونے والے کی شرائط

نبوت لطف خداوندی ہے مگر یہ عہدہ ہر ایک کو نہیں ملتا، بلکہ اس کے لیے کچھ شرائط ہیں جن پر پورا اترنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چند کلمات سے آزمایا تھا؛

قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ[1]

میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں، انہوں نے کہا: اور میری اولاد سے بھی؟

ارشاد ہوا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

یعنی نبوت لطفِ خداوندی تو ہے لیکن یہ عہدہ ہر کسی کو نہیں ملتا بلکہ اس کے لیے کچھ شرائط کا حامل ہونا پڑتا ہے اور جس میں یہ شرائط موجود ہوں نیز وہ امتحان الٰہی میں پورا اتر آے اور اگر لطف خدا بھی اس کے شامل حال ہو تو پھر، اس کو! یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ نبوت کی چند ایک شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

تقویٰ اور عصمت

خدا کے سفیر اور اس کی وحی لانے والے انبیاء انسانیت کے لحاظ سے چونکہ سب سے زیادہ گراں بہا ذمہ داری کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں، اس لیے وہ صرف اپنی ذاتی معلومات کے

---

[1] بقرہ: ۱۲۴

سہارے ہی انسان کی ہدایت اور رہنمائی نہیں کرتے بلکہ انسان کی ہدایت ورہنمائی کا یہ فریضہ انجام دینے اوراِن کی تربیت کے لیے پہلے انہیں خود اپنی ذات کو تمام آلودگیوں سے پاک کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ عمل فقط اسی صورت میں انجام دے سکتے ہیں کہ پہلے وہ خود تقوی کے بلند ترین درجے پر فائز ہوں۔ جس (درجے) کو ہم لفظ "مقام عصمت" سے تعبیر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں اس بات پر بھی دقت کرنے کی ضرورت ہے کہ "مقام عصمت" کا فقط یہ معنی نہیں ہے کہ انسان فقط "معصیت اور گناہ کے ارتکاب سے بچے" بلکہ اس کی ایک دوسری شاخ بھی ہے اور وہ ہے "ہر قسم کے انحراف اور گمراہی سے بچنا"۔[1]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا[2]

بتحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

یعنی ایک نبی کو ہر حوالے سے لوگوں کے لیے اسوہ اور نمونہ ہونا چاہیے اور ہر نبی کا معصوم ہونا لازمی ہے۔ اب یہاں پر ایک سوال اٹھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ آیا انبیاء ہمیشہ سے معصوم ہوتے ہیں یا نہیں؟ اس کے بارے میں مختلف نظریات ہیں، علامہ مجلسی اپنی کتاب بحار الانوار میں اس حوالے سے تین اقوال ذکر کیے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

- انبیاء پیدائش سے لے کر تمام زندگی معصوم ہوتے ہیں۔ (یہ شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے)
- انبیاء بالغ ہونے پر معصوم ہوتے ہیں اور نبوت سے پہلے کفر اور گناہان کبیرہ کے مرتکب بھی نہیں ہوتے۔ (اکثر معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے)
- انبیاء مقام نبوت پر فائز ہونے کے بعد معصوم ہوتے ہیں اور اس منصب جلیلہ پر فائز ہونے سے پہلے انبیاء سے صدورِ گناہ ممکن ہے۔ (یہ اکثر اشاعرہ کا نظریہ ہے)[3]

[1]۔ پیام قرآن، ج/۷، ص/۶۳ (شرائط رسالت: تقویٰ وعصمت)

[2]۔ الاحزاب: ۲۱

[3]۔ بحار الانوار، ج/۱۱، ص/۸۹_۹۱

ہم یہاں پر پہلے قول سے استفادہ کرتے ہوئے اور اسے صحیح سمجھتے ہوئے بیان کر سکتے ہیں کہ انبیاء پیدائش سے ہی معصوم ہوتے ہیں اور ان کا پیدائش سے ہی معصوم ہونا اور پھر ان کا نبوت کے مقام پر فائز ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ نبوت کے لیے مقامِ عصمت پر فائز ہونا شرط ہے!

نبی کا صاحب علم ہونا

کیونکہ انبیاءؑ تمام انسانوں کی کے رہبر ہوتے ہیں، لہٰذا اس قیادت کے لیے شرط ہے کہ وہ اَعلم ہو، کیونکہ تمام لوگ انہی کے پاس مسائل حل کروانے کے لیے آتے ہیں اور انہیں اپنا مرجع اور پناہ گا مانتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف شریعت کا محافظ ہی نہیں، بلکہ انسانوں کا رہبر اور پیشوا ہوتا ہے جس کے "نقشِ قدم" پر سب نے چلنا ہوتا ہے، لہٰذا اس کا قول و فعل سب کامل ہونا چاہیے، تاکہ وہ لوگوں کو گمراہی سے نجات دے اور اس حوالے سے رسول خداﷺ اپنی ایک حدیث مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں:

> علما وارث انبیاء ہیں اور انبیاء درہم و دینار نہیں چھوڑتے اپنی امت کے لیے مگر علم دین کو بس جس نے اس کو حاصل کیا اس نے بڑا نصیب پایا۔[1]

شجاعت

نبی کے لیے شجاعت اور صبر کا مجسمہ ہونا بھی ایک لازمی اور اہم ترین شرط ہے، کیونکہ شجاعت کے بغیر (صحیح) رہبری ممکن نہیں اور یہ شجاعت انتہائی سخت و ناگوار حالات، طاقتور، سرکش اور ظالم کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ اسی طرح اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مقابلے کے لیے بھی ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کو معاشرے کا شجاع ترین شخص ہونا چاہیے۔

اخلاقی جاذبیت

قرآن مجید میں ارشاد خداوند متعال ہے:

> فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ[1]

[1]۔ اصول کافی، ج۱، ص۷۶ (باب پنجم: ثواب عالم و متعلّم)

(اے رسول) یہ مہر الٰہی ہے کہ آپ ان کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے اور اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، پس ان سے در گزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کریں پھر جب آپ عزم کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔[1]

اس آیت میں واضح بتایا جارہا ہے کہ ایک نبی کا اخلاق بہترین ہونا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو تو لوگ اس کے پاس سے منتشر ہو جائیں گے اور اس کی بات کو کوئی نہ سنے گا لہذا ہر نبی کو اخلاق کے حوالے سے اعلی درجے پر فائز ہونا شرط ہے۔

ہر دور کے لیے ایک نبی ہونے کا فلسفہ قرآن کی روشنی میں

سورہ قصص میں ارشاد خداوندی متعال ہے کہ؛

وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ [2]

اور ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھوں آگے بھیجی ہوئی حرکتوں کی وجہ سے اگر ان پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو وہ یہ کہنے لگیں ہمارے رب! تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اور ایمان لانے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی لیے اللہ تعالی نے رسولوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور ان کے ذریعہ پیغام حق لوگوں تک پہنچایا ہے تاکہ ان پر اتمام حجت ہو جائے، اگر کسی رسول کا پیغام لوگوں تک پہنچ جائے اور تعلیمات کو مخفی نہ رکھا گیا ہو اور شریعت میں بھی کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہ ہو تو اللہ تعالی کو نیا نبی مبعوث کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن، چونکہ بعض خود غرض لوگ تعلیمات الٰہی کو چھپانے لگتے ہیں اور شریعت میں بھی تبدیلیاں کر دیتے ہیں، جیسا کہ یہودیوں نے کیا، تو پھر دین الٰہی

[1] آل عمران: ۱۵۹
[2] قصص: ۴۷

کو صحیح معنوں میں لوگوں تک پہنچانے اور الہی عدل قائم کرنے کی خاطر اللہ تعالی نئے نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔

دعوت انبیاء کے اصول

آیت قرآنی ہے؛

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا[1]

(اے رسول) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی، اور جس طرح ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف (وحی بھیجی) اور داؤد کو ہم نے زبور دی۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی راہ پر ہیں اور ایک ہی زنجیر کی کڑیوں کی مانند ہیں، یعنی ایک نبی جو کہتا ہے دوسرا اس کی تصدیق کرتا ہے اور ان سب کا پیغام دعوت حق ہے۔

پندرہ اصول ایسے ہیں جو تمام الہی ادیان میں مشترک ہیں یا بالفاظ دیگر تمام آسمانی مذہب اور سارے انبیاء کی تعلیمات کو تشکیل دینے والے ہیں، اور یہ پندرہ اصول ریڑھ کی ہڈی جیسی اہمیت رکھتے ہیں اور وہ اصول مندرجہ ذیل ہیں:

- دعوت انبیاء ایک ہی ہے یعنی تمام انبیاء ایک ہی راہ پر ہیں۔
- تمام انبیاء وحی کو بیان کرنے والے ہیں اور جہانِ غیب سے ارتباط رکھتے ہیں۔
- اثبات توحید اور نفی شرک۔
- دعوت خدا اور پہچان خدا کے لیے عالم ہستی میں غور و فکر۔
- قیامت کے مسئلے پر تاکید دعوت انبیاء کا ایک اہم اصول ہے۔
- تقوی کی دعوت۔.

[1] نساء: ۱۶۳

- اجتماعی عدالت۔
- غلط رسوم کا خاتمہ۔
- اہل نفاق سے نبرد آزمائی۔
- اصول عبادت اور نیک کام بھی انبیاء کی تعلیمات کا ایک اصول رہا ہے۔
- کلی طور پر عدل الٰہی اور صالحین کی حکومت۔
- وحدت کی دعوت۔
- اصلاح معاشرہ کی دعوت اور زمین میں فساد پھیلانے کی نفی۔
- خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔[1]

ہ وہ تمام اصول ہیں جو تمام انبیاء کی تعلیمات کا محور رہے ہیں اور یہ تمام اصول اعلی اقدار کے حامل، تمام انبیاء کے اصولوں کا مجموعہ، تعلیمات انبیاء اور انبیاء کے دعوائے نبوت کی حقانیت مزید واضح کرتے ہیں۔

ختمِ نبوت تکاملِ ادیان

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[2]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ خاتم کا لفظ عرب لغت کے اعتبار سے ایک ایسی چیز کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی دوسری چیز کے سلسلے کو ختم کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے، اس لیے اس مہر کو بھی خاتم کہتے ہیں جو خط بند کرنے کے بعد لفافے پر لگائی جاتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتم کسی چیز کے سلسلے کو ختم کرنے والی شے کو کہتے ہیں، اور ختم نبوت تکامل ادیان ہے۔ تمام انبیاء کا یکِ بعد دیگرے مبعوث ہونا شریعت میں تبدیلی کرنا نہیں! بلکہ یہ تو

[1] ۔ پیام قرآن، ج/۷، ص/۲۸۹_۲۹۹ (دعوت انبیاء کے اصول)
[2] ۔ احزاب: ۴۰

دراصل تجدیدِ ادیان تھی اور ہر دور کے حالات کے مطابق اس میں انبیاء کو مبعوث کیا گیا اور کتب مقدس بھی نازل ہوئیں اور اس کو ختم کرنے کی غرض یہ تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تعلیمات اور اصولوں کے ساتھ تشریف لائے کہ جن کے ذریعے آئندہ کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں اور مسلمان ان اصولوں اور تعلیمات کے سائے تلے اپنا تکامل کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں اور قرآن بھی ہمارے لیے مکمل دستور حیات ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمارے زمانے کا انسان ایک ایسے مرحلے تک پہنچ چکا ہے کہ کی تعلیمات سے بے نیاز ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاتم الانبیاء کی تعلیمات اور ان کے اصول ہمارے لیے اس قدر جامع ہیں کہ ان سے اور اہلبیت علیہ السلام سے متمسک رہ کر انسان اپنی تمام مشکلات و مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔

نتیجہ

حدیث قدسی میں ہے کہ خداوند متعال فرماتا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں لہذا میں نے مخلوق کو خلق کیا!۔ اور خلقت انسانی کا مقصد عبادت خدا ہے، لیکن! عقل انسانی اس قدر توانا نہیں کہ خود بخود ہی معرفت الٰہی حاصل ہو جائے۔ لہٰذا اس پیچ و خم سے بھرپور مشکل راہ کو طے کرنے کے لیے ہمیں بہترین کرداروں کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ کردار اللہ عزوجل نے ہمیں انبیاء کی صورت میں ہمیں عطا فرمائے، جو کہ ہمارے لیے آیات الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر ہمارا تزکیہ کرتے ہیں، کیونکہ زنگ لگا آئینہ تو کسی چیز کا عکس بھی صحیح طریقے سے منعکس نہیں کر سکتا ہے! لہذا وہ ہمارا تزکیہ کر کے ہمیں پاک و صاف کرتے ہیں اور پھر تعلیمِ حکمت اور تعلیمِ کتاب سے ہمیں آشنا کرواتے ہیں تا کہ ہم صراط مستقیم پر گامزن ہو کر مقصد حیات کو سمجھیں اور حقیقی معنوں میں عبد خدا بن جائیں۔ آج دنیا کی سپر طاقتوں کا اصل مقصد اپنے حقوق اور مفادات کا تحفظ ہے اور ان کے تمام اقدام اپنے قومی مفادات کے حصول کی خاطر ہوتے ہیں، اب ایسی دنیا بدامنی، قتل و غارت اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو تو کیا ہو؟... کیونکہ یہاں اجتماعی عدل و انصاف کے قیام، آزادی اور انسانی اخلاق جیسی اعلیٰ اسلامی قدروں کو ملحوظ نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ مخصوص "قومی مفادات" کو پیش نظر رکھتے ہیں! سچ تو یہ ہے کہ اعلیٰ قدریں تو فقط انبیاء کی دعوتِ نبوت و رسالت میں پائی جاتی ہیں۔''

فہرست منابع

•القران الکریم

• نجفی/ محسن علی نجفی/ الکوثر فی تفسیر القرآن/البلاغ المبین اسلامی تحقیقات و اشاعتی ادارہ، اسلام آباد، پاکستان/١۴٢۵ھ، ٢٠٠۴ء

•شیرازی/ناصر مکارم شیرازی/مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور/٢٠١۴ء

•کلینی/محمد یعقوب کلینی (ترجمہ: ظفر حسن صاحب)/ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ/بی تا

•شیرازی/ناصر مکارم شیرازی/پیام قرآن/مصباح القرآن ٹرسٹ/بی تا

• مجلسی/محمد باقر مجلسی/بحار الانوار/بی کا/بی تا

•مطہری/مرتضی مطہری/ختم نبوت/شہید مطہری فاؤنڈیشن، پاکستان/٢٠١۴

•ابن منظور/لسان العرب/بی جا/بی تا

•طریحی/مجمع البحرین/بی جا/بی تا

•فیومی/مصباح المنیر/بی جا/بی تا

• جلیل ابن احمد/العین/بی جا/بی تا

•جوہری/قاموس/بی جا/بی تا

• حلی/الحسن ابن یوسف ابن المطہر/منہاج الیقین فی اصول الدین/بی جا/بی تا

•انٹرنیٹ